Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 03, July - September 2026, **PP**: 257-266
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

اسلامی شریعت کے تناظر میں بیوہ اور مطلقہ کے حقِ نان نفقہ و سُکنیٰ کے مسائل کا تحقیقی مطالعہ

A Research-Based Study of the Issues Concerning the Right to Maintenance and Accommodation of Widows and Divorced Women in the Light of Shariah

1. Dr. Zia Ud Din zia@uswat.edu.pk	*Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat.*
2. Dr. Muhammad Mushtaq Ahmed *(Corresponding Author)* dr.mmushtaqahmed@gmail.com	*Chairman, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat.*
3. Shahid Hussain	*Ph. D Scholar, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat.*

How to Cite:	Dr. Zia Ud Din, Dr. Muhammad Mushtaq Ahmed and Shahid Hussain. 2026: "A Research-Based Study of the Issues Concerning the Right to Maintenance and Accommodation of Widows and Divorced Women in the Light of Shariah". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (03): 257-266.
Article History:	**Received**: 23-07-2026 · **Accepted**: 20-09-2026 · **Published**: 29-09-2026

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Sciences Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, اردو جرائد اشاریہ, تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ, ADL Asian Digital Library, EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

اسلامی شریعت کے تناظر میں بیوہ اور مطلقہ کے حقِ نان نفقہ وسُکنیٰ کے مسائل کا تحقیقی مطالعہ

A Research-Based Study of the Issues Concerning the Right to Maintenance and Accommodation of Widows and Divorced Women in the Light of Shariah

1. **Dr. Zia Ud Din**
   Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat.
   zia@uswat.edu.pk

2. **Dr. Muhammad Mushtaq Ahmed,** *(Corresponding Author)*
   Chairman, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat.
   dr.mmushtaqahmed@gmail.com

3. **Shahid Hussain**
   Ph. D Scholar, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat.

Abstract

Islamic Shariah emphasizes the fulfilment of rights and duties as both a religious and social responsibility, as the fulfilment of one's duties is closely connected with the rights of others. Failure to discharge these obligations may result in injustice and social imbalance. Among the rights addressed by Islamic jurisprudence are the rights of widows and divorced women to maintenance (nafaqah) and accommodation (suknā), which require careful consideration in light of the specific circumstances and legal status of each category. This study examines the issues relating to the rights of widows and divorced women to maintenance and accommodation from the perspective of Islamic Shariah. It analyzes the relevant Sharīʿah rulings and their implications for the protection of the rights of these women, particularly in situations where they may face social and economic vulnerability. The study finds that neglecting the rights of disadvantaged and marginalized members of society, particularly widows and divorced women, can contribute to family disputes, social tension, insecurity, and psychological distress. The study highlights the significance of fulfilling these rights within the framework of Islamic legal injunctions and emphasizes the role of individuals, families, and relevant institutions in ensuring that widows and divorced women receive their due rights. The findings may provide useful guidance for researchers, legislators, policymakers, and society in addressing issues of maintenance and accommodation in accordance with the principles of Islamic Shariah.

Keywords: *Maintenance, Accommodation, Injustice, Islamic Injunctions, Duty, Rights, Widow, Divorce.*

تعارف

حقوق اور فرائض دونوں لازم اور ملزوم ہیں۔ جن کے حقوق ثابت شدہ ہیں کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ دوسروں سے ان کے جائز حقوق چھین لے۔ تاہم مشاہدے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس دنیا میں طاقتور اور امیر طبقے کمزور طبقے کے حقوق سلب کرتے ہیں۔[1] اسلامی تعلیمات حقوق کی ادائیگی پر بہت زور دیتی ہیں اور اسے حقوق العباد ٹھہراتی ہیں۔ عملی طور پر نبی مہربان ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ان طبقات کو سماجی اور معاشی حقوق عطاء کر کے ثابت کیا کہ اسلام حقوق اور فرائض کی

ادائیگی میں کتنا سنجیدہ ہے۔[2] واقعاتی شہادتوں سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ اسلام نے حقوق کے تعین میں کمزور اور محروم طبقے کا کتنا لحاظ کیا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی دائروں میں ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی سے خاندانوں اور معاشروں میں محبت واُلفت، یکسانیت اور موافقت پیدا ہوجاتی ہے۔ حقوق و فرائض کی ادائیگی میں عام مشاہدے کی بات ہے کہ طاقتور اپنی طاقت اور اثر ورسوخ کے بل بوتے پر معاشرے کے کمزور افراد کو جائز حقوق سے نے صرف یہ کہ محروم کرتا ہے بلکہ ان پر ظلم بھی کرتا ہے۔ ان کمزور اور محروم طبقات میں خواتین بالعموم اور بیوہ اور مطلقہ بالخصوص سماج کے رحم وکرم پر ہوتی ہیں۔

دنیا کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ عورت کو کبھی بھی انسانی معاشرے میں اس کا صحیح سماجی اور معاشی مقام نہیں دیا گیا ہے[3] تاہم اسلام نے مظلوموں کے حق میں اور ظالموں کے ظلم کے خلاف آواز اُٹھائی اور مؤثر قانون سازی کی۔ یہاں پر بیوہ اور مطلقہ کے ان سماجی اور معاشی حقوق پر بات کی گئی ہے جس کو عام طور پر معاشرے میں کوئی حیثیت نہیں دی جاتی اور یوں عورت، بیوہ اور مطلقہ مظلوم بن کر یہ سب کچھ خاموشی سے سہہ لیتی ہے اور اگر کہیں پر بیوہ اور مطلقہ اپنے جائز حقوق کے لئے آواز بلند کرتی ہیں تو بہت کم ہی شنوائی ہوتی ہے۔ مقالہ کی حدود و قیود کو مد نظر رکھتے ہوئے ذیل میں مختصر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیوہ اور مطلقہ جو کہ معاشرہ کا کمزور، پسماندہ، مسکین اور محروم طبقہ ہے، کے سماجی اور معاشی حقوق میں سے نان نفقہ، سکنیٰ، حق مہر، طلاق، خلع، میراث اور نکاح ثانی وغیرہ میں سے صرف حق نان نفقہ اور سکنیٰ کو ذکر کیا جاتا ہے۔

حق نان ونفقہ کی ادائیگی: اسلامی شریعت کی روشنی میں

متعدد احادیث اور قرآنی نصوص اس بات پر دلیل ہیں کہ نان نفقہ کی ادائیگی ایک اہم دینی اور سماجی فریضہ ہے۔ امام ابوداؤد نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ: "كفى بالمرء إثماً أن يضيع من يقوت"[4] یعنی کسی شخص کے گناہگار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت افراد کو ضائع کر دے۔ ایک دوسری حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ "أفضلُ الدِّينارِ دِينارٌ يُنفِقُهُ الرَّجُلُ علَى عِيالِهِ"[5] یعنی سب سے بہترین خرچ وہ ہے جو آدمی اپنے گھر والوں پر کرے۔ اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف[6] عورتوں کا تم پر حق ہے کہ انہیں مناسب رزق اور لباس فراہم کرو۔ اسی طرح حضرت معاویہ القشیریؓ سے امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ"[7] یعنی جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ اور جب تم لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ" یہ اس بات پر دلیل ہے کہ نان نفقہ کی ادائیگی ایک اہم دینی اور معاشرتی فریضہ ہے۔

وجوب نفقہ کے اسباب اور شرائط

وجوب نفقہ کے اسباب جس کی وجہ سے نان نفقہ اور سکنیٰ کی ادائیگی لازم ہوجاتی ہے، میں زوجیت، قرابت اور ملکیت شامل ہیں۔[8] وہ شرائط جن کی وجہ سے شوہر پر نان نفقہ وسکنیٰ لازم ہوجاتا ہے۔ ان میں نکاح صحیح، بیوی کا شوہر کو اپنے نفس کی سپردگی اور بیوی کا مشقت جماع برداشت کرنا شامل ہیں۔[9] شریعت نے زوجیت میں بیوی، قرابت میں والدین، اولاد اور قریبی رشتہ داروں کے اور ملکیت میں غلاموں کے نان نفقہ کو بھی لازم قرار دیا ہے، لیکن مقالہ ہٰذا میں صرف بیوہ اور مطلقہ کے نان نفقہ وسکنی کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

بیوہ کے حق نان نفقہ اور سکنی کا مسئلہ: فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں

بیوہ کے نان نفقہ اور سکنیٰ پر فقہائے امت کے اقوال درج ذیل ہیں:

1. حضرت علیؓ، ابن عمرؓ، قاضی شریحؒ، شعبیؒ اور ابراہیم نخعیؒ شوہر کے ترکہ میں سے بیوہ کو نفقہ ادا کرنے کے قائل ہیں۔[10]
2. میت کے ترکہ میں سے بیوہ کے پیٹ میں پلنے والے بچے پر خرچ کیا جائے گا اور اگر میراث نہ چھوڑی ہو تو اس صورت میں میت کے وارث اس پر خرچ کریں گے۔[11]
3. متوفی شوہر کے مال میں میراث کے علاوہ اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ رائے جابر بن عبد اللہؓ، عبد اللہ بن الزبیرؓ، حسن بصریؒ، سعید بن المسیبؒ اور عطاء بن ابی رباحؒ کی ہے۔
4. متوفی شوہر کے مجموعی ترکہ میں سے بیوہ کا نفقہ ایسے ادا کیا جائے گا جس طرح قرض ادا کیا جاتا ہے۔به قال ابن ابی لیلیؒ[12]
5. میت کے مال میں اس کا نہ حق سکونت ہے اور نہ نان نفقہ۔ یہ رائے امام ابو حنیفہؒ، ابو یوسفؒ، محمدؒ اور زفرؒ کی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔[13]
6. امام شافعیؒ کے نزدیک بیوہ کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے تاہم اس کے لیے سکونت ہے جس کے لیے وہ دلیل سنن دار قطنی کی اس روایت کو قرار دیتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "لیس للحامل المتوفی عنها زوجها نفقة"[14] یعنی بیوہ حاملہ کے لیے کوئی نفقہ نہیں اور یہی مسلک امام مالک کا بھی ہے۔[15]

درج بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ المتوفیٰ عنہا زوجہا کو چونکہ شوہر کے ترکہ میں سے وراثت ملتی ہے، اس لیے مشترکہ ترکہ سے نفقہ لینے کی حقدار نہیں ہے۔ اگر وہ صاحب اولاد ہے تو اس صوت میں آٹھواں حصہ لے گی اور اگر وہ صاحب اولاد نہیں تو اس صورت میں میراث میں اس کا چوتھا حصہ ہو گا۔ وہ اس سے اپنی اخراجات اٹھا سکتی ہے۔[16]

مطلقہ کے حق نان نفقہ اور سکنیٰ کا مسئلہ

اسلامی شریعت نے مطلقہ اور بیوہ دونوں کے لیے عدت کے مسائل بیان کئے ہیں۔ جہاں تک تعلق مطلقہ کی عدت کا ہے تو پہلے بھی اس کا تذکرہ ہوا ہے کہ مدخول بہا مطلقہ کی عدت وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ[17] یا وضع حمل ہے اور ایک قول کے مطابق ابعد الاجلین ہے۔ جبکہ غیر مدخول بہا کی عدت نہیں ہے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا[18] شریعت اسلامی کے مطابق عدت چونکہ نکاح کا حصہ ہے اس لیے عدت کے دوران بیوی کا نان نفقہ اور سکنیٰ جو حق ازدواجیت سے ثابت شدہ مالی حقوق ہیں، شوہر کے ذمہ واجب ہے۔ اسی طرح بچے کی ولادت کے مصارف بھی شوہر کے ذمہ ہے۔[19] اگر وہ گھر سے نکلتی ہے تو اس صورت میں وہ ناشزہ ہو گی اور نشوز کی صورت میں اس کے شوہر سے حق نفقہ ساقط ہو گا۔[20] فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر ایک عورت مطلقہ رجعیہ ہو یا حاملہ ہو اس کے نان نفقہ اور سکنیٰ کی ذمہ داری وضع حمل یا عدت کے اختتام تک اس کے شوہر پر عائد ہوتی ہے۔ تاہم اختلاف اس امر میں ہے کہ غیر حاملہ مطلقہ مبتوتہ کے نان نفقہ اور سکنیٰ کا ذمہ اس کے شوہر پر ہو گا یا نہیں؟[21] اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. مطلقہ خواہ حاملہ، رجعیہ یا مبتوتہ ہو ان سب حالات میں سکنیٰ اور نفقہ دونوں کی حقدار ہے۔[22] یہ رائے حضرت عمرؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ، قاضی شریحؒ اور ابراہیم نخعیؒ، احناف، اور امام سفیان ثوریؒ کی ہے جس پر دار قطنی کی یہ حدیث دال ہے جسے جابر بن عبد اللہؓ نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ فرماتے ہیں "المطلقة ثلاثا لها السكنى والنفقة"[23] اس کے علاوہ حضرت عمرؓ کا وہ عمل بھی اس معاملے میں ان کی دلیل ہے جس میں انھوں نے فاطمہؓ بنت قیس الفہریہ[24] پر رد کیا تھا۔ پھر

مروان کے دور حکومت میں مطلقہ مبتوتہ کے معاملے پر فاطمہ بنت قیس کی حدیث پر سخت جرح ہوا تھا۔ اسی طرح اسامہ بن زیدؓ جو بعد میں موصوفہ کے شوہر رہے نے بھی اس حدیث پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔[25]

2. مطلقہ مبتوتہ سکنی کی حقدار ہے تاہم نفقہ کی حقدار نہیں ہے۔ یہ رائے سعید بن المسیبؒ، عطاءؒ، شعبیؒ، اوزاعیؒ، لیثؒ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی ہے۔[26] بقول امام شافعیؒ شوہر پر نفقہ زوجہ واجب ہے اور فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جب تک عورت شوہر کے نکاح میں ہے تو اس کا خرچہ، کپڑے اور رہائش اس کے شوہر پر لازم ہے، تاہم طلاق مبتوتہ کی صورت میں مطلقہ کے لیے عدت تک رہائش ہے تاہم نفقہ نہیں۔[27]

3. مطلقہ مبتوتہ نہ سکنیٰ کی حقدار ہے اور نہ نان نفقہ کی۔ یہ رائے ابن عباسؓ، حسن بصریؒ، حمادؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، طاؤسؒ، اسحاق بن راہویہؒ اور بقول مغنی المحتاج شافعیہ کی ہے۔ ان کی دلیل فاطمہ بنت قیس کی حدیث ہے۔ اسی طرح طبرانی اور نسائی میں عدم نفقہ اور عدم سکنیٰ کی روایت ہے اور مسند احمد میں روایت ہے کہ "إنما النفقة والسكنى للمرأة على زوجها ما كانت له عليها رجعة "[28] یعنی جب تک شوہر کو رجوع کا حق ہے تو نفقہ اور سکنیٰ دونوں قائم ہیں لیکن اگر حق رجوع ختم ہو گیا ہو تو سکنیٰ اور نفقہ کا حق بھی ساقط ہوا۔[29] اس بنا پر اس حوالے سے امام سرخسیؒ لکھتے ہیں کہ "عدت نکاح کے حقوق میں سے ہے جبکہ نان نفقہ اور سکنیٰ حقوق مالی ہیں جو کہ مطلقہ کے لیے لازم ہے "[30] امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ مطلقہ عدت کے دوران نان نفقہ اور سکنیٰ کی حقدار ہے۔[31] البحر الرائق اور الاختیار میں بھی مطلقہ کے لیے نفقہ اور سکنی دونوں ثابت کیا گیا ہے۔[32] فتاویٰ قاضی خان کے مطابق کھانا، لباس اور رہائش تینوں بیوی کے نان نفقہ اور سکنیٰ میں شامل ہیں جو کہ شوہر کے ذمہ ہے۔[33] پاکستانی لیگل سسٹم کے مطابق باپ مطلقہ خاتون کی اُجرت دودھ سکنی کا اس وقت تک ذمہ دار ہے جب تک بچے ان کے پاس ہیں۔[34] پاکستانی قوانین میں مطلقہ کے نان نفقہ کا مسئلہ ذیل میں ذکر کیا گیا ہے۔

مطلقہ کے نان نفقہ کا مسئلہ: پاکستانی قوانین کے تناظر میں

پاکستانی قوانین کی روشنی میں شوہر اپنے معتدہ مطلقہ کے نان نفقہ کا ذمہ دار ہے۔[35] اگر شوہر نان نفقہ دینے سے انکاری ہے یا ٹال مٹول سے کام لیتا ہے تو مسلم فیملی آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 9 کے تحت معتدہ کو عدالت سے رجوع کرنے کا حق ہے یا متاثرہ خاتون فیملی کورٹس رولز 1965ء کی دفعہ 6 کے تحت فیملی کورٹ میں درخواست دے سکتی ہے۔ جس پر عدالت مناسب طور پر نان نفقہ کا حکم جاری کرتی ہے۔ تاہم ہمارے معاشرے میں عام طور پر مرد حضرات اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد عدت کے دوران نان نفقہ کا خرچہ نہیں دیتے جو سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔ کونسل نے مسلم عائلی آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 9 میں شوہر کو اپنی مطلقہ کو دوسری شادی تک نان نفقہ دینے کی سفارش کی۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ از روئے شریعت عدت کے بعد سابقہ شوہر پر نان نفقہ لازم نہیں۔ اس لیے کہ عدت گزارنے کے بعد اس کی کفالت اور نان نفقہ کی ذمہ داری اس کے والدین، بہن اور بھائیوں کی طرف منتقل ہوتی ہے۔[36] پاکستانی عائلی قوانین میں عائلی امور کی اکثریت عین اسلامی احکامات کے مطابق ہیں تاہم بعض ایسے مسائل اس میں ضرور موجود ہیں جو کہ از روئے شریعت درست نہیں ہیں، جس پر الگ کام کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے خواتین کے نان نفقہ کے مسائل پاکستانی عدالتی فیصلوں کے تناظر میں پر حافظ محمد صدیق کا مقالہ معارف اسلامی[37] میں اور باحث کا مقالہ "پاکستانی لیگل سسٹم کے تناظر میں بیوہ اور مطلقہ کے حقوق کا تجزیاتی مطالعہ "[38] قواریر میں شائع ہو چکا ہے جو کہ قارئین کے لئے ممد و معاون ہے۔

نان نفقہ کی مقدار کا مسئلہ

اب یہ مسئلہ کہ نان نفقہ کی مقدار کتنی ہو گی؟ آیت میں نفقہ کے ساتھ معروف کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا

ہے کہ نفقہ کی کوئی متعین مقدار وضع نہیں کی گئی ہے، فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ نفقہ کا تعین اس لیے نہیں کیا گیا ہے کہ یہ وقت اور حالات کے ساتھ تبدیل ہو سکتا ہے۔[39] اسی طرح احناف کہتے ہیں کہ نفقہ میں زوجین کے حالات کا اعتبار کیا جائے گا۔[40] تاہم امام ابو حنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ اتنا نفقہ دیا جائے گا جس سے عورت کا گزارہ ہو سکے۔[41] امام الکیا الہراسیؒ لکھتے ہیں کہ خوشحالی اور تنگ دستی دونوں صورتوں میں خاوند کی حیثیت کے مطابق نان نفقہ دیا جائے گا۔[42] جو اس بات پر دلیل ہے کہ نفقہ امیر اور غریب کی حیثیت سے مختلف ہو گا۔ تفسیر ابن ابی حاتم نے اس آیت وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَہُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَ عَلَی الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُہُنَّ وَ کِسْوَتُہُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُکَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَہَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِہَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ * وَ عَلَی الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِکَ[43] کے ضمن میں مقاتل سے نقل کیا ہے کہ شوہر کی حیثیت کے مطابق عورت کو نان نفقہ دیا جائے گا اور اس کو تنگ نہیں کیا جائے گا۔[44] اس لیے کہ سورۃ الطلاق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اَسْکِنُوْہُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِکُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْہُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْہِنَّ ؕ وَ اِنْ کُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْہِنَّ حَتّٰی یَضَعْنَ حَمْلَہُنَّ[45] یعنی ان کو زمانہ عدت میں وہاں رکھو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے نہ ستاؤ اور اگر وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس پر خرچ کرتے رہو۔ اس آیت میں وہ عورت جو بچوں کو دودھ پلاتی ہے اس کی اجرت کے تعین کا قاعدہ بھی بتلایا گیا ہے۔ یہ آیت سورۃ البقرۃ کی آیت 233 کے ساتھ مل کر اجرت علی الرضاعت کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بچے کو دودھ پلانا اس کی ماں کا حق ہے۔ اگر وہ نہیں پلانا چاہتی تو اس کو تنگ نہیں کیا جائے گا ہاں اگر بچے کو دودھ پلانے کے لیے کوئی اور عورت نہ ملتی ہو تو اس صورت میں ماں کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔ اسی طرح بچے کی وجہ سے ماں اس کے باپ کو بھی تنگ نہیں کرے گی۔[46] اسی طرح امام جصاصؒ کی رائے حضرت عمرؓ کی روایت پر قائم ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے سنا ہے کہ "لها السکنی والنفقة"[47]

یہ پوری بحث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مطلقہ خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، نان نفقہ اور سکنیٰ دونوں شوہر پر لازم ہیں تاہم اس بات کا خیال رہے کہ نفقہ میں شوہر کی مالی حالت کا اعتبار ہو گا مصداقاً لقولہ تعالیٰ لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ[48] یعنی مالدار شخص اپنے بس کے مطابق نان نفقہ دے جبکہ تنگدست عورت کی خواہشات کے برعکس اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرے، اس لئے کہ مرد اور شوہر ہی بیوی کے اخراجات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ نان نفقہ کا یہ تصور اعتدال پر مبنی ہے۔

عدت کے بعد مطلقہ کے نان نفقہ کا مسئلہ

فقہاء اسلام اور مسلم فیملی لاء کے مطابق عدت کے بعد مطلقہ کا نان نفقہ سابقہ شوہر کے ذمے نہیں ہے، اس لیے کہ طلاق واقع ہونے سے حق ازدواجیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس پر یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ ایک عورت نے اپنی جوانی تو شوہر پر نچھاور کی اس کی خدمت کی اور اس کا گھر سنبھالا، طلاق واقع ہونے سے اس کے سارے منصوبے مٹی کے ڈھیر ہو گئے، اب اس لاچار اور مفلس مطلقہ کی معیشت کا ذمہ دار کون ہو گا؟ اس اعتراض کے جواب میں بعض لوگوں نے مجرد عورتوں سے ہمدردی کی بنیاد پر نکاح میں رہنے والے زمانے کے نان نفقہ اور سکنیٰ کو مطلقہ کی عدت کے بعد کے احوال پر قیاس کیا جو کہ حقیقت کے برعکس ہے اور اسلامی نظام کفالت سے بے خبری کی دلیل ہے۔ عدت میں نان نفقہ اور سکنیٰ مطلقہ کے لیے اس لیے جائز ہے کہ زمانہ عدت دراصل نکاح کا حصہ ہے کیونکہ عدت کے زمانے میں حق زوجیت قائم رہتی ہے، عورت استبراء رحم کی منتظر رہتی ہے اور نکاح ثانی سے بحق شوہر اور حفاظت نسل محبوس رہتی ہے۔ لیکن عدت کے بعد تو وہ ایک اجنبی عورت کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ اس حوالے سے اسلام نے عورت کی کفالت

کا نظام قریبی رشتہ داروں والدین، بیٹے، بہن اور بھائیوں کے ذمہ لگایا ہے اور یہی صلہ رحمی کا تقاضہ بھی ہے کیونکہ ایک حدیث میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ذوی الارحام پر صدقہ کو افضل الصدقہ قرار دیا ہے۔[49] اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "لا يدخل الجنة قاطع رحم"[50] یعنی رشتوں کو ختم کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ لہٰذا نفقہ کی ذمہ داری کو نبھانا سب سے افضل ترین اور عظیم تر بھلائی ہے۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے سراقہؓ بن مالک کو اسی بھلائی کے بارے میں فرمایا تھا" ألا أدلكم علي أفضل الصدقة؟ إبنتك مردودة إليك ليس لها كاسب غيرك"[51] یعنی بیٹی کو جب اس حال میں طلاق ہو جائے کہ اس کا کوئی سہارا نہ ہو تو اس کا خرچ اٹھانا سب سے بہترین اور افضل صدقہ قرار دیا گیا۔ بیٹیوں کی پرورش اور تربیت پر جہنم کی آگ سے خلاصی اور نجات کی بشارت دی گئی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک مسکین عورت دو بچیوں کے ساتھ آئی تو انہوں نے ان کو تین کھجوریں عطاء کیں تو اس نے دو اپنی بچیوں کو دیں اور ایک خود کھانے لگی تو بچیوں نے اس کھجور کا مطالبہ کیا تو انہوں اپنے حصہ کی کھجور دونوں میں تقسیم کی اور خود بھوکی رہ گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس عورت کے چلے جانے کے بعد حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو میں نے اس عورت کی کہانی سنائی تو انہوں نے فرمایا کہ ایسی بچیوں کی وجہ سے آزمائش سے والدین پر جہنم کی آگ حرام ہے۔[52]

مطلقہ بیٹی کی کفالت کی اہمیت کا اندازہ صحابہ کرامؓ کے عمل سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت زبیرؓ نے اپنی مطلقہ یا متوفیٰ عنہا زوجہا بیٹی کے لیے کچھ مکان وقف کر دیئے تھے تاکہ ان کو کوئی دکھ اور ضرر نہ پہنچے۔[53] والدین کی عدم موجودگی میں شریعت اولاد کو ماں کے نفقہ پر مجبور کرتی ہے، کیونکہ والدین جب نادار ہوں تو اس صورت میں اولاد پر نفقہ واجب ہے۔[54] اس کے علاوہ نفقات کی بحث بہت طویل ہے جس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اسلام کا عائلی نظام اور معاشرہ میں اخلاقی قدریں کتنی ثمر آور اور گہری ہیں۔ ان کے باوجود اگر کسی مطلقہ عورت کا کوئی عزیز یا اقارب نہیں ہیں تو اس صورت میں صاحب نصاب اور امیر لوگوں کے صدقات واجبہ ونافلہ دونوں کی وہ حقدار ہو گی، اس سے تعاون لازم ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ[55] اور حدیث میں بیوہ اور مسکین کے ساتھ تعاون کی اہمیت بتادی گئی ہے۔ ارشاد ہے: "والساعي على الارملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله"[56] بیواؤں اور مساکین کے حقوق کے لیے کوشش کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ عدت کے بعد نان نفقہ اور سکنیٰ پر کتب فقہ میں کسی قسم کی بحث موجود نہیں، جو اس بات پر دلیل ہے کہ عدت کے بعد عورت کا سابقہ شوہر کے ساتھ کسی قسم کا مالی حق شرعاً نہیں رہتا۔ یہ الگ بات ہے کہ سابقہ شوہر جذبہ ایمانی کے تحت از خود ان کی مالی معاونت کرتا ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ انفاق فی سبیل اللہ کے زمرے میں آتا ہے۔

مطلقہ کی اجرت رضاعت کا مسئلہ

درج بالا بحث میں مطلقہ کے نان نفقہ اور سکنیٰ کا تفصیلی ذکر ہوا اسی طرح یہاں پر اس بات کا بھی تذکرہ لازمی ہے کہ اگر مطلقہ مرضعہ ہو تو بچے کی کفالت اور رضاعت کیسے ہو گی؟ اس حوالے سے فقہاء کی آراء کا خلاصہ یہاں ذکر کیا جا رہا ہے جس سے ایک طرف بچے کا حق رضاعت ثابت ہو گا اور دوسری طرف مطلقہ کو اجرت دینے کا بھی تذکرہ ہو گا۔ شریعت اسلامی میں اولاد کی تعلیم و تربیت اور کفالت کی ذمہ داری والد پر ہے، لہٰذا فقہاء اور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ بچے کی ماں خواہ حاملہ ہو یا مرضعہ دونوں صورتوں میں اس کو دودھ پلانا اس کی ماں کا حق ہے اور اس کی معقول اجرت بچے کا باپ بچے کی ماں کو دے گا۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْهِنَّ حَتّٰى یَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ[57] تاہم ماں کو بچے

کی رضاعت پر مجبور نہیں کیا جائے گا اگر وہ بچے کو دودھ نہیں پلانا چاہتی تو اس صورت میں بچے کے لیے اجرت پر دوسری عورت کا انتخاب کیا جا سکتا ہے، لیکن اجنبی عورت کی بجائے بچے کی ماں دودھ پلانے کی زیادہ حقدار ہے۔ اسی طرح رضاعت کی اجرت کی مقدار اسلامی شریعت نے متعین نہیں کی ہے تاہم معروف طریقے پر قیاس کیا جائے گا۔ جیسے کہ سورۃ البقرہ کی آیت 236 میں بیان ہوا ہے۔

نتائج بحث

مقالہ ہذا میں بیوہ اور مطلقہ کے حق نان نفقہ اور سکنیٰ پر قرآن و سنت کی روشنی میں فقہائے کرام کے اقوال کو یکجا کیا گیا ہے۔ جس سے یہ بات مترشح ہو جاتی ہے کہ اسلامی شریعت نے جس طرح معاشرے کے کمزور اور محروم طبقات کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا ہے، اسی طرح بیوہ اور مطلقہ خواتین کے دیگر حقوق کے علاوہ ان کے نان نفقہ اور سکنیٰ جیسے اہم سماجی اور معاشی مسائل کی طرف ہماری مکمل راہنمائی کی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ بیوہ اور مطلقہ کے نان نفقہ اور سکنیٰ کے حقوق شوہر پر ہیں اور وہ اس کی ادائیگی کو یقینی بنائے اور جہاں پر اس کا حق نہیں بنتا تو احسان کا معاملہ کر کے اس کو متاع حسن یا ہدیہ کی صورت کچھ دے کر رخصت کرے، تا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کا حقدار بن جائے۔ اس لئے کہ حقوق العباد کی ادائیگی ایک اہم دینی اور معاشرتی فریضہ ہے۔ حقوق العباد کی عدم ادائیگی کی وجہ سے معاشرہ میں بے چینی، اضطراب، بغض، عداوت، قتل و غارت گری، نفسیاتی اور جسمانی بیماریاں بڑھ جاتی ہیں۔ لہٰذا میاں کو اپنی بیوی کے جملہ سماجی اور معاشی حقوق کی ادائیگی کے لئے بھرپور کوشش کرنا چاہئے تا کہ دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی سمیٹ لے اور جن خاندانوں میں بیوہ اور مطلقہ کے حق نان نفقہ اور سکنیٰ کی ادائیگی میں لیت و لعل اور غفلت سے کام لیا جاتا ہے وہاں پر بیوہ اور مطلقہ خواتین دیگر مسائل کے علاوہ نفسیاتی اور ذہنی امراض میں مبتلا ہو جاتی ہے اور یوں معاشرتی بگاڑ اور عدم استحکام کا سبب بن جاتا ہے۔ حکومت وقت کو چاہئے کہ قانون سازی کرتے وقت فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں معاشرے کے محروم اور کمزور طبقات اور خاص کر بیوہ اور مطلقہ خواتین کے حق نان و نفقہ اور سکنیٰ کے بارے میں مناسب قانون سازی کریں تا کہ اس کے نفاذ میں عوام کو مسائل نہ ہوں اور قانون کی عملداری بھی آسان ہو جائے۔

References

[1] ʿUmarī, Sayyid Jalāl al-Dīn Anṣar, "Insānī Ḥuqūq aur Islām," *Taḥqīqāt Islāmī*, July–September 2015, p. 262.

[2] ʿUmarī, Sayyid Jalāl al-Dīn Anṣar, *Islām Insānī Ḥuqūq kā Pāsbān* (New Delhi: Markazī Maktabah Islāmī Publishers, 2008), pp. 12–13.

[3] Din, Zia U., Ata-ur-Rahman, and Naz, A., "Socio-Economical Status of Widows and Divorced among Religions and Contemporary Civilizations: A Comparative and Analytical Study," *Acta Islamica*, vol. 8, no. 1 (2020), pp. 152–165. https://iri.aiou.edu.pk/?p=58102

[4] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath ibn Isḥāq al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, n.d.), ḥadīth no. 1692.

[5] Muslim, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1955), Kitāb al-Zakāh, Bāb: Faḍl al-Nafaqah ʿalā al-ʿIyāl, ḥadīth no. 995.

[6] Al-Nasāʾī, Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, *al-Sunan al-Kubrā* (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 2001), 4:155, ḥadīth no. 393.

[7] Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, 1:313, ḥadīth no. 2142.

[8] Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar ibn ʿAbd al-ʿAzīz, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār* (Fatāwā Shāmī) (Beirut: Dār al-Fikr, 1412 AH/1992 CE), 3:572.

[9]Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Muḥammad, *al-Baḥr al-Rāʾiq Sharḥ Kanz al-Daqāʾiq* (Karachi: Maktabah H. M. Saʿīd Company, n.d.), 4:179.
[10]Al-Jaṣṣāṣ, Abū Bakr Aḥmad ibn ʿAlī al-Rāzī, *Aḥkām al-Qurʾān* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1405 AH), 2:127.
[11]Mawdūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā, *Tafhīm al-Qurʾān* (Lahore: Idārah Tarjumān al-Qurʾān, 2018), 5:577.
[12]Al-Jaṣṣāṣ, *Aḥkām al-Qurʾān*, 2:127; Mawdūdī, *Tafhīm al-Qurʾān*, 5:577.
[13]Ibid.
[14]Al-Dāraquṭnī, Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn ʿUmar, *Sunan al-Dāraquṭnī* (Delhi: al-Anṣār, 1306 AH), ḥadīth no. 3995.
[15]Mawdūdī, *Tafhīm al-Qurʾān*, 5:578.
[16]Rashīd Aḥmad, *Aḥsan al-Fatāwā* (Karachi: H. M. Saʿīd Company, 1412 AH), 5:473.
[17] Al-Qurʾān, 2:227.
[18]Al-Qurʾān, 33:49.
[19]Ibn ʿĀbidīn, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār*, Kitāb al-Nafaqāt, 2:26.
[20]Kalyānvī, ʿImrān al-Ḥaqq, *Islām kā Niẓām-i Kifālat: Ek Taḥqīqī Jāʾizah* (Karachi: Dār al-Ishāʿat, 2003), p. 264.
[21]Mawdūdī, *Tafhīm al-Qurʾān*, 5:577.
[22] Al-Jaṣṣāṣ, *Aḥkām al-Qurʾān*, 5:355.
[23]Ibn al-Humām, Kamāl al-Dīn Muḥammad ibn ʿAbd al-Wāḥid, *Fatḥ al-Qadīr* (Beirut: Dār al- Fikr, n.d.), 9:485.
[24]Mawdūdī, *Tafhīm al-Qurʾān*, 5:575.
[25]Ibid., 5:577.
[26]Ibid., 5:575.
[27]Al-Shāfiʿī, Muḥammad ibn Idrīs, *Aḥkām al-Qurʾān* (Beirut: Dār al-Qalam, n.d.), 1:260–261.
[28]Aḥmad ibn Ḥanbal, Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad* (Cairo: Muʾassasat Qurṭubah, n.d.), 6:373.
[29]Mawdūdī, *Tafhīm al-Qurʾān*, 5:575.
[30]Al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Sahl, *al-Mabsūṭ* (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1993), Bāb al-Nafaqah fī al-Ṭalāq, 7:48.
[31]Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr, *al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān*, taḥqīq: Aḥmad ʿAbd al-ʿAlīm al-Bardūnī (Cairo: Dār al-Shaʿb, 1372 AH), 18:168.
[32]Al-Mawṣilī, ʿAbd Allāh ibn Maḥmūd, *al-Ikhtiyār li-Taʿlīl al-Mukhtār* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2005), Kitāb al-Ṭalāq, 4:8.
[33]Ibn ʿĀbidīn, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār*, 2:425.
[34]2014 MLD 351, Peshawar High Court.
[35]Ḍiyāʾ al-Dīn, *Mālakand Division mein Bewah aur Muṭallaqah ke sāth Hone Wāle Rawaiyyon kā Tajziyātī aur Taḥqīqī Muṭālaʿah (Sīrat Ṭayyibah kī Roshni mein)*, PhD dissertation, University of Malakand, 2022, pp. 93–95.
[36]*Islām ke ʿĀʾilī Qawānīn ke Nafādh mein Islāmī Naẓariyātī Council ke Kirdār kā Jāʾizah*, *Islāmābād Law Review*, pp. 111–113.
[37]Saddique, H. Muhammad, "Women's Right to Maintenance in Legal System of Pakistan with Special Reference to Judgments of Superior Courts," *Maʿārif-e Islāmī* (AIOU), vol. 18, issue 2, December 2019, pp. 20–27.
[38]Zia-Ud-Din et al., "An Analytical Study of the Widows and Divorced Women Rights in the Light of Pakistani Legal System," *Al-Qawārīr*, vol. 3, issue 1, October–December 2021, pp. 29– 45. https://journal.alqawarir.com/index.php/alqawarir/article/view/134
[39]Ibn ʿĀbidīn, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār*, p. 425.
[40]Ibid., p. 436.
[41]Arshad Iqbāl and ʿAbd al-Ḥamīd Khān ʿAbbāsī, "Nafqah ke Mutaʿalliq Fuqahāʾ Mufassirīn kī Ārāʾ kā Tajziyātī Muṭālaʿah," *Pakistan Journal of Islamic Research*, n.d., 20:162.
[42]Al-Kiyā al-Harrāsī, ʿImād al-Dīn Muḥammad ibn Ṭabarī, *Aḥkām al-Qurʾān* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1983), 4:423.
[43]Al-Qurʾān, 2:233.
[44]Al-Rāzī, ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Ḥātim, *Tafsīr Ibn Abī Ḥātim* (Beirut: al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, n.d.), 2:430.
[45]Al-Qurʾān, 65:6.
[46]Mawdūdī, *Tafhīm al-Qurʾān*, 5:579.
[47]Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, *Jāmiʿ al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998), Bāb al-Muṭallaqah Thalāthan, 3:484, ḥadīth no. 1180.
[48]Al-Qurʾān, 65:7.

[49]Ibn al-Jawzī, Abū al-Faraj ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAlī, *Kashf al-Mushkil min Ḥadīth al-Ṣaḥīḥayn* (Riyadh: Dār al-Waṭan, 1997), 1:1102.
[50]Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl ibn Ibrāhīm ibn al-Mughīrah, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār al-Jīl, n.d.), Kitāb al-Adab, Bāb: Ṣilat al-Raḥim wa-Taḥrīm Qaṭīʿatihā, ḥadīth no. 6685.
[51]Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2009), Kitāb al-Adab, 4:634, ḥadīth no. 3667.
[52]Al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, ḥadīth no. 1418.
[53]Ibid., ḥadīth no. 2777.
[54]Nadwī, Muḥammad ʿUmayr al-Ṣiddīq, *Muṭallaqah ʿAurat kā Nānafaqah aur Supreme Court kā Faislah* (Azamgarh: Dār al-Muṣannifīn Shiblī Academy, Uttar Pradesh, n.d.), pp. 58–60.
[55]Al-Qurʾān, 9:60.
[56]Al-Ṭabarānī, Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad, *al-Muʿjam al-Kabīr* (Cairo: Dār al-Ḥaramayn, 1415 AH), 2:84, ḥadīth no. 4742.
[57]Al-Qurʾān, 65:6.